ڈاکٹر خالد اقبال
پروگرام منیجر ایف ایم 101 ملتان

فنِ ترجمہ، اصول و مبادیات
IMPORTANCE OF TRANSLATION

Abstract

Translation is the communication of the meaning of a source-language, text by means of an equivalent target-language text. The world has become a global village. The human, living around the world, has the common passions and feelings. The people of the third world countries have the common problems, as they have the common socio-political scenario.

This article throws light on the importance of translation. It tells us, how we can exchange our literature through translation. It also tells us, how the translation has become the effective tool of communicating with the other nations. I hope that this article will show new ways of literary communication.

فن ترجمہ کے اصول و قواعد، طریقہ کار کے حوالے سے اختلاف ابتداء ہی سے رہا ہے۔تاہم ناقدین اور مترجمین نے اپنے اپنے نقطہ ٔ نظر سے وضاحتیں کیں جس کے نتیجے میں چند ایک اصول و قواعد سامنے نظر آتے ہیں جنہیں حتمی نہیں کہا جا سکتا البتہ یہ بنیادی اصول ترجمہ کرنے والے کی راہ میں جگنو کی سی روشنی کا کام ضرور دیتے ہیں۔

سید باقر حسین نے الفاظ اور عبارت کا ترجمہ کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ اصول بیان کیے ہیں اور ان کے نقطہ نظر کے مطابق الفاظ کا ترجمہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱) ترجمہ صحیح ہونا چاہیے۔

۲) حتی الامکان عام فہم ہونا چاہیے۔

۳) سبک اور خوبصورت ہونا چاہیے۔

جبکہ عبارت کا ترجمہ کرنے کے لیے انہوں نے پانچ بنیادی اصول بتائے ہیں۔

۱) ترجمہ حتی الامکان تحت اللفظ، اصل عبارت کا محض خلاصہ ٔ مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔

۲) ترجمہ حتی الامکان محاورۂ زبان کے مطابق ہونا چاہیے۔

۳) الفاظ کے وزن اضافی کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ اصل عبارت میں ان کی جو اضافی اہمیت ہے وہ ترجمے میں باقی رہے۔

۴) حتی الامکان ایسے الفاظ کے ترجمے سے گریز کرنا چاہیے جن کے مترادفات اردو میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔ زبان کو وسعت دینے کا طریقہ یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر لفظ کا مترادف تلاش کرنے کی کوشش کی جائے خواہ وہ مترادف نامانوس ہی کیوں نہ ہو۔

۵) اصل عبارت میں جملہ اگر اس قدر پیچیدہ اور لمبا ہو کہ اس کے تحت اللفظ ترجمہ کرنے سے معنی میں الجھاؤ پیدا ہو تو ایسی صورت میں جملے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر لینا چاہیئ۔(۱)

ترجمے کے عمل میں پہلا درجہ الفاظ کے صحیح ترجمے تک رسائی ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے الفاظ تلاش کئے جائیں جو عام فہم ہوں اور ابلاغ کی صلاحیت رکھتے ہوں جہاں تک اصل (Text) یعنی متن کے الفاظ کے سبک اور خوبصورت ہونے کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ترجمہ کرتے وقت بھاری بھرکم الفاظ کے استعمال سے گریز کرنا چاہیئ تاکہ مطلب کی وضاحت اور اظہار کی قوت میں مشکل پیش نہ آئے۔ جبکہ لفظی ترجمے کا عمل اتنا سادہ اور آسان نہیں ہے کیونکہ ہر لفظ کا اپنی تہذیبی ثقافتی پس منظر ہوتا ہے۔ کسی لفظ کی مخصوص فضا سے وابستگی کو سمجھے بغیر اس کا ترجمہ متبادل لفظ کے طور پر استعمال کر دینا، ابہام پیدا کر سکتا ہے۔ ترجمے کا یہ عمل اس وقت اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے جب دو زبانوں (S.L) اور (T.L) دونوں کا تعلق لسانی حوالے سے مختلف ہو۔ کیونکہ ہر زبان کے الفاظ، معنی، صوت اور گرامر کے ڈھانچے میں اختلاف کے باعث جملوں کی ساخت اور ان کے استعمال کے طریقہ کار میں تبدیلی آجاتی ہے جسطرح کہ انگریزی اور اردو زبان ایک دوسرے سے لسانی تناظر میں مختلف ہیں جبکہ اردو زبان عربی فارسی اور پاکستانی زبانیں (پنجابی، سندھی، سرائیکی، کشمیری، ہندکو و دیگر کئی زبانوں سے لسانی اشتراک رکھتی ہیں۔ اس پہلو سے وضاحت کرتے ہوئے ممتاز مترجم شاہد حمید کہتے ہیں:

> ''زبانیں ایک دوسرے کے قریب ہوں تو ترجمہ اتنا زیادہ مشکل نہیں رہتا جیسے فارسی اور عربی کی تخلیقات کو اُردو میں ترجمہ کرتے وقت زیادہ دشواری اس لئے پیش نہیں آتی کہ جملوں کی ساخت مختلف ہونے کے باوجود اُردو کا ذخیرۂ الفاظ زیادہ تر انہی دو زبانوں سے آیا ہے''۔(۲)

اگر (S.L) اور (T.L) دونوں کا تعلق ایک ہی لسانی گھرانے سے ہو تو ترجمہ کرنے میں کچھ زیادہ دقت پیش نہیں آتی۔ لیکن جب دو زبانوں کا لسانی تعلق مضبوط نہ ہو تو ایسی صورت میں مشکل

پیش آتی ہے یہ صورتحال ترجمہ نگاری میں چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ایسے میں مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ S.L اور T.L دونوں پر عبور رکھتا ہو۔دونوں زبانوں کی لسانی باریکیوں سے آگاہی رکھتا ہو۔ ادبی متن کے حوالے سے خاص طور پر جملے کی ساخت، محاورے کے استعمال میں مشاق ہو۔مترجم معنی اور مفہوم کو اچھے انداز سے ترجمہ کرے تاکہ ترجمہ کی جانے والی زبان (T.L) کو اسلوب کی تازگی میسر آسکے۔اردو زبان میں انگریزی اور دیگر غیر ملکی زبانوں سے تراجم کے ضمن میں یوں تو کام ۱۸ ویں صدی سے جاری ہے لیکن اس کام کو قابل اعتنا نہ سمجھنے کی وجوہات بھی قابل فہم ہیں جن کی طرف معروف نقاد حسن عسکری اپنے ایک مضمون میں کچھ اس طرح سے اشارہ کرتے ہیں:

> ''ترجمے کی بدولت ہمیں ایسا تخلیقی جذبہ نہیں ملتا جیسا سرشار کو مل گیا تھا نہ ان کے ذریعے ہماری نثر کے اسالیب میں کوئی اضافہ یا تغیر ہوتا ہے''(۳)

حسن عسکری نے فن ترجمہ نگاری کے ضمن میں جو سخت لہجہ اپنایا ہے یہی وہ نکتہ ہے جو اس بات پر غور فکر کی دعوت دیتا ہے۔کہ کسی ادبی متن کو دوسری زبان (T.L) میں اس کے موافق اسلوب میں پیش کرنا چاہئیے۔ مغرب کے انشائیوں کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے والے معروف انشائیہ نگار او مترجم سلیم آغا قزلباش ترجمے کی مبادیات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''ترجمہ چاہے ملکی زبان سے غیر ملکی زبان میں کیا جائے یا غیر ملکی زبان سے ملکی زبان میں، اس کی عموماً دو (۲) ہی صورتیں مروج ہیں۔اولاً آزاد ترجمہ ثانیاً لفظی یا بامحاورہ ترجمہ۔آزاد ترجمہ کرتے وقت مترجم کی طرف سے حذف واضافہ کا عمل نمایاں ہوتا ہے لہٰذا اس نوع کے تراجم کا مطالعہ کرنے کے بعد قاری اصل فن پارہ کا محض ایک ہلکا سا تاثر ہی قبول کر سکتا ہے۔اس کے برخلاف لفظی ترجمہ کا فریضہ احسن طریق سے انجام پا جائے تو ایسی صورت میں قارئین تک اصل تخلیق کی ترسیل کے امکانات بڑھ جاتے ہیں''(۴)

آزاد اور لفظی ترجمہ۔۔۔ مغربی اصطلاح ہے دونوں طریق کار کے مطابق اصل متن کو دوسری زبان (T.L) کے توسط سے قارئین تک، اس خوشبو کو پہچانا ہے جو معنوی اور ظاہری صورت میں وحدت تاثر کو قابو میں رکھے۔اس طرح آزادانہ ترجمے میں تخلیقی اور جمالیاتی طرز عمل کو اپنایا جاتا ہے جبکہ لفظی ترجمہ معنی سے اپنی رشتہ برقرار رکھتا ہے اور اس طرح کے ترجمے کو دیانت دارانہ عمل کہا گیا ہے کیونکہ لفظی ترجمے میں مترجم اصل متن اور تخلیق کار سے وفاداری نبھاتا ہے۔

''فرانسیسی شاعر اور مترجم، Dolet Etienne نے (۱۵۴۰) میں فن

ترجمہ نگاری کے پانچ بنیادی اصول وضع کیے کہ کس طرح سے ایک سے دوسری زبان میں ترجمے کا عمل بہتر بن سکتا ہے''۔(۵)

۱۔ مترجم کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اصل متن کے خیال (Sense) اور مطالب (Meaning) کا بغور جائزہ لے۔

۲۔ مترجم کے لیے دونوں زبانوں Source Language - Target Language پر مکمل عبور رکھتا ہو۔

۳۔ مترجم کو لفظی ترجمے (Word for word Translation) سے گریز کرنا چاہیئے۔

۴۔ مترجم کو چاہیئے کہ وہ روزمرہ کی زبان کو استعمال کرے۔

۵۔ مترجم کو آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ درست آہنگ (Correct tone) کے لیے مناسب الفاظ کا چناؤ کرے۔

فرانسیسی شاعر، مترجم Dolet Etinne کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق ضروری ہے کہ متن کے خیال اور مطالب پر توجہ دی جائے۔ مترجم دونوں زبانوں (S.L) اور (T.L) پر عبور حاصل ہو، ایک نئی بات جو سامنے آئی ہے وہ Dolet کے بیان کردہ اصول کے مطابق یہ ہے کہ مترجم کو لفظ بہ لفظ ترجمہ نہیں کرنا چاہیئے۔ گویا Dolet آزاد ترجمے کے حق میں ہیں اور وہ مترجم پر زیادہ پابندیاں لگانے کے قائل نہیں ہیں، وہ مترجم کو اس بات کی آزادی دیتے ہیں کہ مترجم کو چاہیئے وہ مشکل زبان میں ترجمہ کرنے کی بجائے عام بول چال کی زبان کو استعمال کرے اور اس کا الفاظ کے انتخاب کے سلسلے میں یہ رویہ ہو کہ وہ جو الفاظ ترجمے میں استعمال کرے گا اس سے اسلوب اظہار میں روانی پیدا ہو نہ کہ مشکل۔

۱۷۹۰ء میں Alexander Faser Tytler نے اپنے ایک مضمون "Essay on the principles of Translation" میں لکھا ہے کہ:

"That, in which the merit of the original work is so completely transfused into another language, as to be as distantly apprehended, and as strongly felt, by a native of the country to which that language belongs, as it is by those who speak the language of the original work". (6)

Tytler مزید بتاتے ہیں کہ ایک کامیاب ترجمے کے لیے تین نکات بہت اہم ہیں۔

o- Give a complete transcript of the ideas and sentiments in the original passage.

o- Maintain the character of the style.

o- Have the ease and flow of the original text.

الیگزینڈر فاسٹر ٹیٹلر نے ترجمہ کے ضمن میں اصل زبان کی اہمیت اور خاصیت کو بحال رکھنے پر زور دیتے ہیں کہ (S.L) کا مقامی/علاقائی تاثر ختم نہیں ہوتا چاہیئے جس کے لیے وہ زور دیتے ہیں کہ :

- o ترجمہ مکمل طور پر اصل متن کے خیالات اور جذبات کی نمائندگی کرتا ہو۔
- o جس کے لیے اسلوب کی خاصیت کا برقرار رہنا ضروری ہے۔
- o اصل متن کی عبارت جیسی روانی اور سلاست کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

کسی بھی ادبی تخلیق بالخصوص شاعری کے آزاد ترجمے نے فن ترجمہ نگاری میں بحث کو کئی جہتیں عطا کی ہیں اور کئی طرح کے سوالات بھی ابھرے جن میں :

۱۔ تخلیق یا اصل متن (شاعری) کا ترجمہ کچھ اس انداز سے کیا جائے کہ ترجمہ تخلیق کی باز آفرینی معلوم ہو۔

۲۔ ترجمہ کچھ اس انداز سے کیا جائے کہ اپنا ذاتی تجربہ معلوم ہو۔

۳۔ اصل متن/تخلیق کے مواد کو تخیل کے بل بوتے پر اپنی زبان میں منتقل کر دیا جائے۔

۴۔ Paraphrase یعنی تخلیق کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں ترجمہ کیا جائے۔

شاعری کے ترجمہ میں دربیش عملی مسائل کے حوالے سے ف۔س اعجاز لکھتے ہیں :

> ''دیگر زبانوں سے اُردو شاعری کا منظوم ترجمہ کرتے ہوئے کچھ باتوں کا بطور خاص لحاظ رکھنا پڑتا ہے مثلاً اصول ترجمہ، ترجمانی، اسلوب ترجمہ (پابند یا غیر پابند) وغیرہ''۔(۷)

بلا شبہ شاعری کا ترجمہ ایک کٹھن راستہ ہے جسے عبور کرنے کے لیے ترجمے کے اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے جب کہ صحیح ترجمانی کا فریضہ جیسے بنیادی نکات ابھی وضاحت طلب ہیں اس تناظر میں جب ہم انگریزی میں فن ترجمہ نگاری کے اصولِ لسانیات کی رو سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے۔ ترجمہ اور اس کا طریقہ کار سے متعلق انگریزی زبان میں کام لسانی بنیادوں پر زیادہ ہوا ہے۔ اس لئے جب ہم انگریزی زبان میں ترجمہ کے فن اور طریقہ ہائے ترجمہ کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو اس ضمن میں انگریزی ادب میں کافی مواد مل جاتا ہے۔

"Jean-Panl and Jean Darbelnet" ترجمہ کی Methodology کے بارے میں سات طریق ہائے کار بتاتے ہیں۔

۱۔ مستعار طریقہء کار (Borrowing)

۲۔ الفاظ مستعار کرنے کی خاص قسم (Calque)

۳۔ لفظ بہ لفظ (Literal Translation)

۴۔ Transpositionیعنی ترسیل

۵۔ ترجمہ کرتے وقت پیغام میں ترمیم کرنا (Modulation)

۶۔ مترادف/مساوی یا ہم پلہ ترجمہ (Equivalleuce)

۷۔ حالات کے مطابق ڈھالنا (Adapation)

ان مندرجہ بالا طریقوں پر جب ہم غور کرتے ہیں تو جو بات پہلے طریقہ کار برائے ترجمہ کے ضمن میں واضح ہوتی ہے۔اس کے مطابق Source Language کی روایات تہذیب و ثقافت کے حقیقی پس منظر کو اجاگر کروانے کیلئے ترجمہ کرتے ہوئے کسی اور اجنبی زبان کے الفاظ مستعار (Borrow) لئے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ ہماری زبان اردو میں بہت سے الفاظ ایسے موجود ہیں جو عربی فارسی، ہندی، ترکی، انگریزی ودیگر مقامی زبانوں کے شامل ہیں۔ پاکستان میں اردو، پنجابی، سرائیکی، اور پھر ہندی زبان میں یہ عمل قدرے تیزی سے جاری ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اردو کا پاکستانی زبانوں کے ساتھ تہذیبی لسانی تعلق صدیوں سے چلا آرہا ہے۔ جس کی وجہ سے بہت سے عربی فارسی اور دیگر پاکستانی زبانوں کے الفاظ اب اردو زبان کا حصہ بن چکے ہیں۔ یہ الفاظ جو صدیوں پہلے مستعار لئے گئے تھے اب اجنبی نہیں بلکہ مانوس لگتے ہیں۔ مثال کے طور پر اردو میں انگریزی مستعار لئے گئے الفاظ نیوز، ٹیلی وژن، پین، کمپیوٹر وغیرہ۔

ہمیں یہ بات اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کسی بھی زبان کا ارتقاء ہمیشہ مستعار الفاظ سے ہی آگے کی جانب بڑھتا ہے اور مستعار الفاظ بذریعہ ترجمہ ہی کسی دوسری زبان میں داخل ہوتے ہیں۔

Calqueیعنی اظہار کے لیے الفاظ مستعار کرنے کی اس خاص قسم میں کسی دوسری زبان کے الفاظ ادھار لے کر دوسری زبان (T.L) کے مطابق ہر حرف کا ہو بہو ترجمہ کرنا شامل ہے۔اس کی دو (۲) اقسام ہیں۔

۱۔ ''لغاتی''Calque جس میں T.L میں لفظوں کی فقرے میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

۲۔ ''بناوٹی''Calque جس میں زبان میں نئی قسم کی بناوٹ سامنے آتی ہے یعنی الفاظ کی بناوٹ۔

۳۔ لفظ بہ لفظ ترجمہ Literal Translation

ترجمہ کرنے کا یہ براہِ راست طریقہ ہے جس میں (S.L سے T.L) میں گرامر، محاورات، الفاظ کا صحیح استعمال کیا جاتا ہے یوں یہ حرف بہ حرف ترجمہ کہلاتا ہے جس میں مترجم کا مقصد واضح ہوتا ہے

اور یہ ترجمہ بالخصوص (T.L) کی لسانی ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

اردو	English
ا۔ تم کہاں ہو؟	1. Where are you?
۲۔ تمھارے سکول کا نام کیا ہے؟	2. What is the name of your School?

۴۔ **Transposition**

ترجمہ کرنے کے اس طریقہ کار کے مطابق ایک لفظ کا تبادلہ دوسرے لفظ سے معنی کی تبدیلی کے بغیر پیغام کو آگے منتقل کرنا ہے۔

۵۔ **ترجمہ کرتے وقت پیغام میں Modulation ترمیم کرنا۔**

ترجمہ کے اس طریقہ کار کے تحت متن میں موجود معنی میں ترمیم کر کے (T.L) کا نیا مفہوم سامنے لایا جائے تو اسے ہم Modulation طریقہ کار کہیں گے اور یہ ترجمہ دو طرح سے ہو گا۔

ا۔ لازمی مقرر کردہ ترجمہ (Fixed Modulation)

۲۔ آزادانہ ترجمہ (Free Modulation)

ان دو اقسام کی وضاحت کرتے ہوئے "Jean Panl" لکھتے ہیں:

"The difference between fixed and free modulation is one degree. In the case of fixed modulation, translators with a good knowledge of both languages freely use this method, as they will be aware of the frequency of use, the overall acceptance, and the confirmation provided by a dictionary or grammer of the preferred expression". (8)

یعنی ترجمہ کرتے ہوئے ایک مترجم کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ (T.L+S.L) پر عبور رکھتے ہوئے اس طریقہ کار کو آزمائے کہ تحریری اظہار گرامر اور لغات کی رو سے صحیح ہو جبکہ Free Modulation طریقہ کار کے تحت مترجم ترجمہ کرتے ہوئے ایسی زبان اور الفاظ استعمال کرے جو (S.L) کے متن سے ہم آہنگ تصور ہوں۔ اس طریقہ کار کے مطابق (S.L) میں موجود مواد کی (T.L) کے مواد (تحریر) سے ہم آہنگی اور مطابقت ہونی چاہیے۔ جس کے بارے میں Jean Panl لکھتا ہے کہ مترجم کے ترجمے کے بارے میں قاری بول اٹھے کہ:

"Yes, that's exactly what you would say"

۶۔ Equivalence ترجمہ نگاری کا مساوی یا ہم پلہ طریقہ کار کہلاتا ہے جس میں ترجمہ کرتے ہوئے S.L کی تحریر (متن) محض کوئی ایک طریقہ نہیں بلکہ لغت و گرائمر کے مختلف حربے آزما کر

ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔ یوں ایک جیسی تحریر یا متن جن میں مماثلت تو ہو مگر گرامر اور لفظوں کی بناوٹ یا صوت کا انداز (T.L) میں مختلف ہو جس طرح انگریزی میں چوٹ لگنے کی صورت میں لفظ "Ouch" بولا جاتا ہے جبکہ اردو زبان میں "ہائے یا آہ" جیسے الفاظ مساوی یا ہم پلہ لفظ کہلائے گے۔ اس طرح کے الفاظ، محاورے یا ضرب الامثال Equivalence کی بہترین مثال ہیں جن کا ترجمہ کرتے وقت یہی طریقۂ ترجمہ اپنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً:

اردو	English
۱۔ موسلادھار بارش ہو رہی ہے	1. It is raining cats & dogs.
۲۔ کسی کی آنکھ کا تارا ہونا	2. Apple of ones eye.
۳۔ آخری وقت پر	3. At eleventh hour.

۷۔ Adaptation یعنی حالات کے مطابق ڈھالنا، ترجمہ سازی میں اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب S.L کا متن یا مواد، دوسری زبان یعنی T.L کے اسلوب اور کلچر سے مختلف ہو تو اس صورت میں ترجمہ سازی کو نئی صورتحال کے مطابق)S.L(کی تحریر (متن) کے مطابق Adaptation کی ضرورت محسوس ہوتی ہے یہ بھی ایک طرح سے Equivalence تصور کی جائیگی جو کی صورتحال کی متقاضی ہوگی۔ اگر اس طریقہ کار کا استعمال ترجمہ کے لیے ناگزیر ہو مگر اس کا استعمال نہ کیا جائے تو تحریر یا متن میں دیئے گئے خیالات، لفظوں کی ترتیب اور گرامر پر اثر پڑ سکتا ہے۔ اگر چہ اس طریقۂ کار کو اپنائے بغیر مترجم ترجمہ کر سکتا ہے مگر یہ ترجمہ نامکمل ہوگا اور اس سے مترجم کی نیک نامی بھی نہ ہوگی۔

شاعری کے ترجمہ کرنے کا عمل بہت مشکل ہے جبکہ کسی نثر پارے کا ترجمہ بھی کچھ آسان نہیں ہوتا لیکن شاعری پیچیدگیوں کے کئی اسباب ہیں۔ شاعری میں شاعر الفاظ کو بارہا علامت، اشارے کنائے اور استعاراتی معنوں میں استعمال کرتا ہے۔

بسا اوقات الفاظ حقیقی معنوں میں کچھ اور مفہوم دیتے ہیں جبکہ مجازی معنوں میں اُن کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے اس کے علاوہ شاعری میں شاعر کا اپنا ایک خاص لہجہ (Tone) ہوتا ہے۔ اسی طرح شاعری مخصوص موڈ سے تعلق رکھتی ہے۔ ہر نظم کا ایک اندرونی آہنگ ہوتا ہے۔ جس سے اُس کا صوتی تاثر بنتا ہے۔ ان تمام پہلوؤں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہوتا ہے تاکہ شاعری کا ترجمہ S. Language سے T. Language میں کامیابی کے ساتھ ہو سکے۔

فن ترجمہ نگاری میں شاعری کے ترجمے میں بہت سی مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ جنہیں آسان بنانے کے لیے آندرے لیفیور نے ساتھ مختلف قسم کے طریقوں سے حل بتایا ہے۔

۱) صوتی ترجمہ Phonemic Translation

اس قسم کے ترجمہ میں S. Language کے صوتی تاثر کو Target Language میں از سر نو تخلیق (Reproduce) کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جبکہ اصل مطلب کا قابل قبول نثری ترجمہ ترجمے کی یہ قسم جدید صورت میں اچھی ہے۔ مجموعی طور پر یہ طریقہ اگرچہ مشکل ہے لیکن صحیح مطالب تک پہنچتا ہے۔

۲) ہو بہو لفظی ترجمہ Literal Translation

اس حکمت عملی میں لفظ بہ لفظ ترجمے پر زور دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس قسم سے ترجمے کی روح کو نقصان پہنچتا ہے۔

۳) پیمائشی ترجمہ Metrical Translation

وزن کے لحاظ سے، پیمائش کی رو سے ترجمے کا مقصد Source Language کے میٹر یعنی (آہنگ) کو دریافت کرنا ہے۔ لفظی ترجمے کی طرح یہ طریقہ بھی S.L کے متن کے ایک رُخ پر توجہ کرتا ہے مگر کُلی طور پر نہیں۔

۴) شاعر کا نثری ترجمہ Poetry into Prose

ترجمے کی اس قسم میں ترجمے کے ابلاغ آسان ہو جاتا ہے یہ بھی لفظی اور پیمائشی قسم کے ترجموں کی اقسام سے ملتا جلتا ہے۔

۵)۔ موزوں ردم کے ساتھ ترجمہ : Rhymed Translation

ترجمے کی اس قسم میں مترجم کو دوہری پابندیاں اٹھانا پڑتی ہیں یعنی میٹر (آہنگ) اور موسیقیت / بحور۔ اسطرح کے ترجمے میں اصل کا محض خاکہ بننا ممکن ہے۔

۶)۔ آزاد، بلینک ورس ترجمہ Blank Verse Translation

اس قسم کے ترجمے میں ممکنہ دُرستی اور اعلیٰ درجے کی ادبی حیثیت تک رسائی ممکن ہے۔

۷)۔ تشریحی ترجمہ Interpretation Translation

اس قسم کے ترجمے میں S.L کا متن جوہر (Text) بحال رہتا ہے مگر ہیئت تبدیل ہو جاتی ہے کیونکہ مترجم نظم کی نقل تخلیق کرتا ہے جس میں نظم کا عنوان اور خیال اور اس کا اختیامیہ ایک سا ہوتا ہے۔

آندرے لیفیور متن سے ترجمے کو قارئین کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت عمل پر زور دیتے ہیں :

"A systems approach to literary studies aims at making literary text accessible to the reader, by means of description, analysis, historiography, translation, produced not on the basis of a given,

transient poetics (which will, of courses, take great pains to establish itself as absolute and eternal), but on the basis of that desire to know, which is itself subject to constraints not dissimilar to the ones operating in the literary system, a desire to know not as literature itself knows, but to know the ways in which literature offers its knowledge, which is so important that it should be shared to the greatest possible extent".(9)

ادبی ترجمہ بالخصوص شاعری کے ترجمے میں محض معنی کی تبدیلی یا ترسیل سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں کیونکہ لفظ معنی کے ساتھ مخصوص ثقافتی تہذیبی فضا وابستہ ہوتی ہے۔ صحیح ترجمہ نہ ہونے کی صورت مین کسی لفظ کے حقیقی معنی کے گم ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ لسانیاتی قواعد کی رُو سے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے Source Language اور Target Language کے مابین ہم پلہ لفظ (Words Equivalent) کے طریقہ کار کو آزمایا جاتا ہے۔ متبادل ہم پلہ لفظ نہ ملنے کی صورت میں Source Language کے مُستعار لفظ (Borrow words) کا طریقہ اپنانا پڑتا ہے۔ علاوہ اس کے شاعری کے آہنگ کو دوسری زبان میں منتقل کرنا بھی کڑی آزمائش ہے ہر گز کم نہیں۔ جبکہ شاعری میں تمثیل Images اور علامت، تلمیح، استعارے کو ہو بہو منتقل کرنا بھی جان لیوا کام ہے۔ جس کے لیے مترجم کو شارح بنناپڑتا ہے حالانکہ ترجمہ اور تشریح دوالگ راستے ہیں۔

اگر ان باتوں کا ہم اعادہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شاعری کا ترجمہ کرتے وقت ضروری ہے کہ مترجم کسی نظم کو جسے وہ ترجمہ کرناچاہتا ہے اسے گہرائی سے بغور پڑھے اوراس عمل سے بار بار گزرتے تاکہ شاعرانہ Images ، شاعری کے آہنگ، اس کے صوتی تاثر، شاعر کے لہجے میں سرشار ہو جائے۔ شاعری کی زبان سے آشنائی حاصل کرے تاکہ وہ شاعر کی زبان الفاظ کے حقیقی مفہوم تک پہنچ سکے۔

> ''منظوم ترجمے کا عمل'' کے عنوان سے ڈاکٹر عنوان چشتی کا مضمون مشمولہ ''ترجمے کا فن اور روایت'' بہت اہمیت کا حامل ہے اس مضمون کے چیدہ نکات درج ذیل ہیں''۔(۱۰)

- o مصنف/شاعر کی طرز فکراوراس کے فنی طریقہ کار سے واقفیت۔
- o تصنیف/شاعری کے الفاظ، تراکیب، محاورات، استعارے علامتی نظام کو بھی شاعر کی فکر اور فن کے حوالے جاننا۔
- o تخلیق اور تخلیق کار کے تہذیبی، تمدنی، معاشی، ثقافتی عہد کو مد نظر رکھنا۔
- o تخلیق کار کے عہد کی تحریکات، روایات اور سماجی پس منظر کا مطالعہ
- o T.L یعنی جس زبان سے ترجمہ کرنا مقصود ہواس زبان کی تاریخ سے آگاہی نہایت ضروری ہے۔

o ہر لفظ کا اپنا تہذیبی ثقافتی پس منظر ہوتا ہے لہذا تخلیق کار کے شاعری میں برتے ہوئے الفاظ، معنی، تلازمے، املا، تلفظ، محاورہ زبان کا مزاج آشنا ہونا۔

o اصل فن پارے کی گرامر، ساخت، صوتیات، تکنیک، ہئیت اور اسلوب بیاں سے واقفیت۔

o منظوم ترجمہ کی صورت میں علم عروض، شعری اسالیب سے آگاہی یعنی تخلیق کار کے الفاظ کی موسیقیت، لب ولہجہ، زیروبم، وزن اوزان کی نغمگی کا خیال رکھنا شاعر کے خیال اور جذبے کو بعینہ پیش کرنا

o T.L یعنی ترجمہ جس زبان میں کیا جارہا ہے اس زبان میں اگر S.L کا ہم پلہ لفظ موجود نہ ہو تو خود سے کوئی لفظ بنانے کی بجائے S.L کا لفظ ہی استعمال کیا جائے۔

ایذرا پاؤنڈ جو شاعر اور مترجم کی شہرت رکھتے ہیں اور اُن کا تعلق اُس عہد سے بنتا ہے جب شاعری کو فلسفیانہ نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ترجمے کے ضمن میں وہ اپنے خیالات یوں بیان کرتے ہیں:

"The translation of a Poem having any depth ends by being one of two things: Either it is the expression of the translator, Virtually a new poem, or it is as it were a photograph, as exuct as possible of one side of the statue."(11) Ezra Pound

ترجمے کے حوالے سے ان کا نقطۂ نظر ترجمہ کی اہمیت کو بڑی حد تک واضح کرتا ہے اُن کے خیالات نے فن ترجمہ نگاری کی سمجھنے میں بہت مدد دی کہ کسی نظم کی تشریح جس میں گہرائی ہو، وہ دو (۲) نتائج (امور) پر منتج ہوتی ہے۔ یا تو یہ مترجم کی شخصیت کا اظہار ہوتی ہے بلکہ یہ کہیں گے کہ نئی نظم بن جاتی ہے یا اس کی مثال ایک تصویر کی ہوتی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ مجسمے کی ایک طرف کی شکل ہے۔

ایذرا پاؤنڈ کے نظریات کو سمجھنے کے لیے اُن کے کیے گئے تراجم بہت اہم ہیں۔ اُن کے خیال کے مطابق کسی متن (Text) کے ثقافتی شعور کو جاننے کے لیے ترجمہ ایک اہم ہتھیار ہے۔ اور کسی نظم کا ترجمہ مترجم کے احساسات میں ڈھل کر نئی نظم کی شکل اختیار کر لیتا ہے، ترجمہ کے اصول و مبادیات کی بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حقیقی معنوں میں ایسا ترجمہ جسے مثالی کہا جا سکے اگرچہ ممکن نہیں اور مثالی ترجمے کا عمل ایسا ہنر ہے جس کے بارے حتمی دعوٰی ناممکنات میں سے ہے۔ تاہم نئے دور میں اب جبکہ ترجمہ کو باقاعدہ فن کا درجہ حاصل ہو گیا ہے اور اس حوالے سے بہت سے اصول، نظریات سامنے آچکے ہیں۔ لہذا مترجمین کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ان اصول و قواعد وضوابط اور ترجمے کے علمی نظریات کو مدنظر رکھیں۔ ترجمہ کرتے وقت مترجم کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانے کہ (Text) متن کیا تقاضا کرتا ہے محض لفظی ترجمہ "Word to word" اب متروک خیال کیا جانے لگا ہے۔ الفاظ کے حقیقی اور بنیادی ماٰخذ تک رسائی ضروری ہے۔ متن کی حقیقی روح کو بحال رکھنا بھی ایک اہم پہلو